Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)
Published by: Hira Institute of Social Sciences Research & Development
ISSN: 2791-0989 (Print) 2791-0997 (Online)
Volume 02, Issue 01, January-June 2023, PP: 38-46
Open Access at: www.almithaqjournal.org

مصادرِ شریعت میں سنت کا مقام و مرتبہ "صحابہ کرام کی آراء کا تحقیقی مطالعہ"

The Position and Status of the Sunnah in the sources of Sharia
"A research study of the opinions of the Companions"

Muhammad Nouman Khalil[1]

Article History
Received:03/01/2023
Accepted:02/03/2023
Published:21/03/2023

Indexing & Abstracting

Abstract

The companions of the Prophet Muhammad (PBUH) are highly revered and respected figures. They are considered to be the earliest converts to Islam and played an instrumental role in spreading the religion both during and after the lifetime of the Prophet. The companions of the Prophet Muhammad (PBUH) include a diverse group of individuals, including his closest friends, family members, and prominent leaders. The companions of the Prophet Muhammad (PBUH) are also considered to be a source of religious knowledge and guidance, as they received teachings and instructions directly from the Prophet himself. Their actions and practices are considered to be a reflection of the Sunnah, or the way of life of the Prophet, and serve as a model for how Muslims should live their lives. In this article likely provides an overview of the significance of the Sunnah in the senses of the companions of prophet as a source of religious guidance and instruction. It may explain that the Sunnah, which refers to the teachings, actions, and practices of the Prophet Muhammad (PBUH), is considered the second most important source of Islamic law and theology after the Quran. In this article also discuss the role of the Sunnah in shaping the beliefs and practices of Muslims, and the ways in which it serves as a complementary source to the Quran. Additionally, also touch upon the methods used to preserve and transmit the Sunnah, and its impact on the development of Islamic law and tradition.

Keywords: *Sources of Sharia, religious guidance and instruction, source of Islamic law and theology.*

[1]*Research Scholar, Jamia Binori Town , Karachi*
. Email: numankhalil01@gmail.com

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

سنتِ نبویہ شرعی احکامات کے لیے قرآنِ کریم، فرقانِ حمید کے بعد ماخذِ ثانی کے طور پر جانی جاتی ہے، لیکن یہ ثانوی حیثیت اس کی علمی، ثبوتی اور قطعی پہلو سے ہے، جبکہ اپنے وجود، تعامل، اور عمل کے اعتبار سے سنت، اسلامی احکامات کا ماخذِ اول ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل چاہے اس کا صدور جس حال میں بھی ہوا ہو، غصے میں ہو، یا خوشی کے عالم میں، نرمی کی صورت میں ہو، یا سخت لب ولہجہ کے ساتھ، گھر میں نجی طور پر ہو، یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے ساتھ کھلے معاشرے میں، غیر مسلموں کے ساتھ معاہداتی تعلقات ہوں، یا دشمنانِ اسلام کے ساتھ میدانِ جہاد میں شمشیر زنی کا معاملہ، حتی کہ نیند کی حالت میں وارد خواب بھی وحی کے زمرے میں آتے ہیں۔ ابتدا ہی سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے شرعی احکامات کی تعلیم لیتے، اور عمل کرتے تھے، بعد ازاں قرآن کریم کا نزول اس عملی زندگی میں یا تو نئے احکامات کے اجرا کے لیے ہوتا تھا، یا گزشتہ جاری شدہ سنت کی توثیق، اور دائمی طور پر عمل پیرا رہنے کا عندیہ دینے کے لیے، چنانچہ ایسے بہت سے شرعی احکامات ہیں جن پر عمل پہلے ہوا، اور مسلسل کافی عرصہ تک ہوتا رہا، اس کے بعد قرآن کریم کی کسی آیت میں، وہ حکم توثیق کے لیے بیان کیا گیا، جیسے آیتِ وضو سورۃ المائدہ میں ہے، اور یہ سورت نزول کے اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے، جبکہ وضو کا عمل نماز کی فرضیت کی ابتدا سے سنت طریقہ کے مطابق چلا آرہا تھا، یہ اس کے ماخذ اول ہونے کی حیثیت ہے۔[1]

سنت نبویہ جس طرح اپنے وجود اور عمل کے اعتبار سے ماخذِ اول ہے، اسی طرح وہ شرعی احکامات، اور اسلامی تعلیمات کے لیے مستقل مصدر اور ماخذ کی حیثیت بھی رکھتی ہے، مستقل مصدر سے مراد یہ ہے کہ بہت سی دینی تعلیمات اور احکامات ایسے بھی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بظاہر صراحتاً کہیں بھی نہیں ہے۔

امام شافعی (204ھ) رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب "الرسالة" میں سنت کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

1۔ جو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اتارا، وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

2۔ اللہ تعالی نے کسی چیز کو مجمل بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل فرمادی۔

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سنت بیان فرمائی جس کے متعلق قرآن میں کوئی نص موجود نہیں۔[2]

اسی طرح حافظ ابن القیم (751ھ) رحمہ اللہ تعالی نے "إعلام الموقعین" میں سنت کا کتاب اللہ کے ساتھ تین قسم کا تعلق اور ربط بیان کیا ہے:

1۔ سنت مکمل طور پر قرآن کے موافق ہو۔

2۔ سنت، قرآن کریم کے لیے بطورِ تفسیر ہو۔

3۔ سنت ایسے حکم کو ثابت کرے جس پر قرآن ساکت ہے، یا ایسی چیز کی ممانعت کرے جس کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں۔[3]

اس سے کسی کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ سنت کو مستقل مصدر ماننے سے، اسے قرآن پر مقدم کرنا اور برتری دینا لازم آتا ہے۔ اس کی وضاحت ابن القیم رحمہ اللہ تعالی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

"مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت قرآن کریم کے مخالف نہیں۔ جو احکامات قرآن سے زائد ہیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مشروع کردہ ہیں، ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا واجب، اور نافرمانی حرام ہے، یہ سنت کو قرآن پر مقدم کرنے کے زمرے میں نہیں آتا، بلکہ اللہ تعالی کے اس حکم کی فرمانبرداری ہے، جس میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اگر اس قسم کے احکامات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واجب نہ ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا، اور خصوصی اطاعت ختم ہو جاتی ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت صرف ان احکامات میں منحصر ہو جائے جو قرآن کریم کے موافق ہیں، اور جو زائد احکام ہیں ان میں اطاعت واجب نہ ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص فرمان برداری نہیں ہو سکتی، جبکہ فرمانِ باری تعالی ہے: {مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ} [النساء: 80] کہ جس نے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی"۔[4]

بعد ازاں آپ رحمہ اللہ تعالی نے بیسیوں مسائل ایسے شمار کروائے ہیں، جن کا تذکرہ قرآنِ کریم میں نہیں ہے، اور احادیث مبارکہ کی بنا پر ان پر تعامل جاری ہے جیسے نکاح میں عورت اور اس کی خالہ یا پھوپھی کو جمع کرنے کی ممانعت، رضاعت سے حرمت کا ثبوت، خیارِ شرط کا مسئلہ، اور شفعہ کے مسائل وغیرہ۔[5]

مستقل مصدر کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ سنت کو اصل بنا کر اس سے مسائل مستنبط کیے جاسکتے ہیں، فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی کا منہج اس کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے آخری دور میں ایسی ذہنیت کے کچھ لوگ پیدا ہو گئے تھے، جن کا خیال تھا کہ شرعی حکم کا ماخذ صرف اور صرف قرآن کریم ہے، اور وہ سنت کو اس کے شایانِ شان مقام و مرتبہ دینے سے گریز کرتے، اور مستقل ماخذ ہونے پر شاکی تھے یا کم فہمی کی وجہ سے وہ ایسا سمجھ بیٹھے تھے، کتبِ احادیث میں ایسے لوگوں کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی اجمعین کے ساتھ گفتگو اور سوال و جواب منقول ہیں، جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین انہیں بڑی عقلمندی اور دانشمندی پر مبنی جوابات دیتے ہیں۔ ان مکالمات میں ایک بڑا مکالمہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی کا ہے، جو بصرہ کے جامع مسجد میں ہوا۔

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کے مختصر حالات:

عمران بن حصین بن عبید بن خلف بن عبد نہم، سلسلہ نسب قبیلہ خزاعہ سے جاملتا ہے، کنیت ابو نجید (ضمہ بر نون) ہے۔ غزوہ خیبر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمراہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپ کا شمار فضلاء اور فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بصرہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو حدیث و فقہ کا درس دیں۔ آپس کی لڑائیوں میں حصہ نہیں لیتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ تیس سال تک استسقاء کی بیماری پر صبر کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کا پیٹ چیرا گیا، اسی صبر کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ خصوصیت حاصل رہی کہ آپ فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ پاتے، اور ان سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ سن 52ھ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی[6]۔ آپ سے مروی روایات کی تعداد 180 ہے[7]۔

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کا مکالمہ:

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی کا مکالمہ کئی محدثین نے مختلف سندوں کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے، چنانچہ اسے امام ابو داؤد (275ھ) اپنی "سنن" میں[8]، حافظ طبرانی (360ھ) "معجم کبیر" میں[9]، امام حاکم (405ھ) "مستدرک" میں[10]، امام بیہقی (458ھ) "المدخل الی علم السنن"[11]، اور "دلائل النبوۃ" میں[12]، حافظ المغرب ابن عبد البر (463ھ) "جامع بیان العلم و فضلہ" میں[13]، حافظ المشرق خطیب بغدادی (463ھ) "الکفایۃ فی علم الروایۃ" میں لائے ہیں[14]۔ رحمہم اللہ تعالی اجمعین۔

یہ مکالمہ ان میں سے اکثر کتب میں جزوی اختلاف کے ساتھ منتشر ٹکڑوں میں بکھرا ہوا ہے، محدثین کی عام عادت رہی ہے کہ وہ بعض مقامات پر اختصار کی غرض سے طویل احادیث بیان کرنے کی بجائے، مقصودی بات بیان کر دیتے ہیں، اور باقی کی طرف اشارہ فرمادیتے ہیں۔ یہاں پر بھی یہی مقصد ان محدثین کے پیشِ نظر رہا، امام طبرانی نے اپنی دوسری سند سے "معجم کبیر" میں، امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی نے "دلائل النبوۃ" میں، اور امام مزی رحمہ اللہ تعالی "تہذیب الکمال" میں اپنی سندِ عالی کے ساتھ قدرِ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ ہم یہاں "معجم کبیر" کا متن نقل کرتے ہیں:

حبيب بن أبي فضالة المكي، قال: لما بني هذا المسجد مسجد الجامع، قال وعمران بن حصين جالس فذكروا عنده الشفاعة، فقال رجل من القوم: يا أبا نجيد لتحدثونا بأحاديث ما نجد لها أصلا في القرآن، فغضب عمران بن حصين وقال لرجل: قرأت القرآن؟ قال: نعم، قال: وجدت فيه صلاة المغرب ثلاثا، وصلاة العشاء أربعا، وصلاة الغداة ركعتين، والأولى أربعا، والعصر أربعا؟ قال: لا، قال: فعمن أخذتم هذا الشأن؟ ألستم أخذتموه عنا، وأخذناه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أوجدتم في كل أربعين درهما درهما، وفي كل كذا وكذا شاة، وفي كل كذا وكذا بعيرا كذا، أوجدتم في القرآن؟ قال: لا، قال: فعمن أخذتم هذا؟ أخذناه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأخذتموه عنا، قال: فهل وجدتم في القرآن {وليطوفوا بالبيت العتيق} [الحج: 29] وجدتم هذا طوفوا سبعا، واركعوا ركعتين خلف المقام، أوجدتم هذا في القرآن؟ عمن أخذتموه؟ ألستم أخذتموه عنا، وأخذناه عن نبي الله صلى الله عليه وسلم؟ أوجدتم في القرآن لا جلب ولا جنب ولا شغار في الإسلام؟ قال: لا، قال: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «لا جلب ولا جنب ولا شغار في الإسلام» أسمعتم الله يقول لأقوام في كتابه: {ما سلككم في سقر قالوا لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين} [المدثر: 43] حتى بلغ {فما تنفعهم شفاعة الشافعين} [المدثر: 48] قال حبيب: «أنا سمعت يقول الشفاعة».[15]

حبیب بن فضالہ مالکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب (بصرہ کی) یہ جامع تعمیر ہوئی، تو عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ تشریف فرما تھے، اور (ارد گرد بیٹھے لوگ) شفاعت کا ذکر کر رہے تھے، ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے ابو نجید! آپ (صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین) ایسی احادیث بیان کرتے ہو جن کی اصل ہم قرآنِ کریم میں نہیں پاتے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ نے ناراضی کا اظہار فرمایا، اور اس سے دریافت کیا:

کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس میں پایا کہ مغرب کی تین رکعات، عشاء کی چار رکعات، فجر کی دو رکعات، ظہر اور عصر کی چار رکعات ہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔

آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: توتم نے یہ چیزیں کس سے لیں؟ کیاہم سے نہیں لیں؟ اور بلاشبہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہیں۔

اور کیاتمہاری نظر سے قرآنِ پاک یہ بات گزری کہ چالیس درہم میں ایک درہم (زکاۃ) واجب ہے؟ اور اتنی بکروں پر اتنی بکریاں واجب ہوتی ہیں؟، اور اتنے اونٹوں پر، اتنے اونٹ کی زکاۃ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: توتم نے یہ چیزیں کس سے لیں؟ کیاہم سے نہیں لیں؟ اور یقیناً ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہیں۔

اور تم نے قرآنِ کریم میں یہ تو پڑھا: {وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ} [الحج: 29] کہ بیت اللہ کا طواف کرو! توکیا یہ کہیں پڑھاہے کہ سات طواف کرو، اور مقامِ ابرہیم کے پیچھے نماز ادا کرو؟

آپ نے فرمایا: توتم نے یہ چیزیں کس سے لیں؟ کیاہم سے نہیں لیں؟ اور یقیناً ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہیں۔

کیاتم نے قرآن میں پایا کہ " لا جلب ، ولا جنب، ولا شغار في الإسلام"؟، اس نے کہا کہ نہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سناہے:" لا جلب و لا جنب و لا شغار في الإسلام.

کہ اسلام میں جلب (یعنی زکاۃ لینے والا شخص ایک مخصوص جگہ بنالے، اور زکاۃ دینے والوں کو اپنی طرف بلائے، جس سے انہیں اپنے مویشی وہاں لانے میں تکلیف ہوتی تھی، یادوگھوڑوں کی دوڑ اور مقابلہ کے درمیان دوسرا گھوڑا شامل کرنا، تاکہ مقابلہ میں شریک گھوڑے کو جوش دلایا جائے) اور جنب (یہ جلب کے ہم معنی بھی استعمال ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ زکاۃ دینے والا آدمی اپنے مویشی لے کر کہیں دور دراز علاقے میں چلاجائے تاکہ مصدق یعنی زکاۃ لینے والے کو تکلیف ہو۔)، اور شغار (وہ نکاح جو دومرد ایک دوسرے کے قریبی رشتہ داروں سے کریں، اس شرط پر کہ ان میں سے کوئی مہر نہیں دے گا، بلکہ یہ تبادلہ ہی مہر شمار کیاجائے گا) کی اسلام میں گنجائش نہیں[16]۔

پھر فرمایا کیاتم نے اللہ تعالی کا یہ ارشاد سناہے: {مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ (42) قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (43) وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ (44) وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ (45) وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ (46) حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ (47) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ (48)}

حبیب بن فضالہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: میں نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالی کو شفاعت کے موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے سنا۔ دوسری روایات میں صفامروہ کی سعی، وقوفِ عرفہ، شیطان کو کنکر مارنا، چوری کی سزامیں ہاتھ کاٹنے کی حد وغیرہ جیسی چیزوں کا بھی ذکر ہے۔

سوال کرنے والے شخص کی حالت:

معجم طبرانی اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ اس شخص نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کو دعادیتے ہوئے کہاکہ: "أحييتني أحياك الله"، آپ نے مجھے علمی وروحانی زندگی عطاء کی، اللہ تعالی آپ کو حیاتِ جاودانی سے نوازے۔ اس دعاسے معلوم ہوتاہے کہ یہ شخص اس مسئلہ میں کس قدر ذہنی انتشار اور تشویش کا شکار تھا، اور جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کا

یہ عقدہ حل کیا تو راہِ راست پر آ گیا، پھر جب حقیقت تک رسائی ہو گئی، تو گویا خود کو حدیث کے بغیر مردہ سمجھنے لگا، اسی لیے تو کہا :"أحييتني" کہ آپ علمِ نبوت کی حقیقی زندگی سے روشناس کروایا، حسن بصری رحمہ اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

فما مات ذلك الرجل حتى صار من فقهاء المسلمين.(17)

کہ وہ شخص دنیا سے رخصت نہیں ہوا یہاں تک وہ مسلمانوں کے فقہاء میں سے شمار ہونے لگا۔ اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاص، اور دعوت کی تاثیر کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا مکالمہ:

یہ کوئی باقاعدہ مکالمہ نہیں ہے، لیکن ایک خاتون نے ایسا سوال کیا، جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو لگا کہ یہ بھی خوارج میں سے ہے جو حدیث مبارک سے ثابت شدہ حکم ماننے سے انکار کرتے ہیں:

"حدثتني معاذة أن امرأة قالت لعائشة أتجزي إحدانا صلاتها إذا طهرت فقالت أحرورية أنت كنا نحيض مع النبي صلى الله عليه وسلم فلا يأمرنا به أو قالت فلا نفعله"(18)

معاذہ (فقہائے تابعات میں شمار ہوتی ہیں) رحمہا اللہ تعالی فرماتی ہیں کہ ایک خاتون نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا! کہ ہم میں سے (کوئی حائض عورت) پاکی کے بعد رہ جانی والی نمازوں کی قضا کرے گی؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو (حروراء کوفہ سے دو میل کی مسافت پر ایک جگہ کا نام ہے، جہاں بکثرت خوارج پائے جاتے تھے، جن کا نظریہ تھا کہ قرآن میں جو حکم ہے وہ مانا جائے گا، اور جو احکام سنت سے ثابت ہیں، وہ واجب العمل نہیں (فتح الباری)) حقیقت یہ ہے کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماہواری کے ایام کی نمازوں کے متعلق قضاء کا حکم نہیں فرماتے تھے۔

ماہواری کے ایام میں رہ جانے والی نمازوں کے حکم کے متعلق قرآن کریم کی نصوص ساکت ہیں۔ سنت و حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ان کی قضاء نہیں، چنانچہ اس خاتون کے سوال سے ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا کو محسوس ہوا کہ شاید وہ بھی خوارج کی طرح یہ حکم تسلیم نہیں کرتی، اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایسا جواب دیا، جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن کی طرح حدیث بھی ایک مستقل مصدرِ شریعت ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک خاتون سے مکالمہ:

عن علقمة عن عبد الله قال لعن الله الواشمات، والموتشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، فبلغ ذلك امرأة من بني أسد، يقال لها أم يعقوب، فجاءت، فقالت إنه بلغني عنك: أنك لعنت كيت وكيت، فقال: وما لي ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن هو في كتاب الله!؟ فقالت لقد قرأت ما بين اللوحين، فما وجدت فيه ما تقول، قال: لئن كنت قرأتيه، لقد وجدتيه! أما قرأت { وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا } قالت: بلى! قال فإنه قد نهى عنه...الخ.(19)

علقمہ رحمہ اللہ تعالی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی سے روایت کرتے ہیں کہ: کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اللہ تعالی لعنت فرماتے ہیں ٹیٹو بنانے والی عورتوں، ٹیٹوں بنوانے والیوں، بھوؤں کے بال تراشنے والیوں، حسن کے لیے دانتوں کے درمیان خلاء (کرنے والیوں) اور اس کی خلقت میں تبدیلی کرنے (والیوں) پر۔ یہ بات بنو اسد کی ایک خاتون کو پہنچی، جو امِ یعقوب کے لقب

سے مشہورے تھی۔ اس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی مجلس میں حاضر ہو کر کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ فلاں فلاں کو لعنت بھیجتے ہیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میں اس پر لعن کیوں نہ کروں؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعن فرمایا ہے، اور جو حکم قرآن میں ہے، خاتون نے کہا: میں دو تختیوں کے درمیاں جتنا قرآن محفوظ ہے وہ پڑھ چکی ہوں مجھے تو نہیں ملا جو آپ کہہ رہے ہیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر تم غور سے پڑھتی، تو تمہیں ضرور مل جاتا، کیا تم نے یہ نہیں پڑھا: {وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا} [الحشر: 7] کہ جو کچھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں دیا اسے تھام لو، اور جس سے روکا، اس سے رک جاؤ۔ اس نے کہا: جی ہاں (یہ تو پڑھا ہے)، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا (اسی وجہ سے لعنت کر رہا ہوں) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ حدیث مبارک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شرعی حکم کے لیے بحیثیت مستقل مصدر پیش فرمانا چاہتے ہیں، اور اس کے لیے آیت کریمہ بطورِ استدلال پیش فرماتے ہیں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا مکالمہ:

"عن أمية بن عبد الله بن خالد أنه قال: لعبد الله بن عمر: إنا نجد صلاة الحضر، وصلاة الخوف في القرآن، ولا نجد صلاة السفر في القرآن، فقال له ابن عمر: «ابن أخي، إن الله بعث إلينا محمدا صلى الله عليه وسلم، ولا نعلم شيئا، فإنما نفعل كما رأينا محمدا صلى الله عليه وسلم يفعل"[(20)].

امیہ بن عبد اللہ بن خالد رحمہ اللہ تعالی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی سے دریافت کیا! کہ ہم حالتِ اقامت کی نماز، اور صلاۃ الخوف کا تذکرہ تو قرآن میں پاتے ہیں، لیکن سفر کی نماز کا تذکرہ قرآن میں نہیں ملتا، ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! اللہ تعالی نے ہماری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا، ہمیں اور کچھ نہیں پتا، ہم تو ویسا ہی کرتے ہیں جیسے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

خلاصۃ البحث

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما ایک خصوصی وصف میں مشہور ومعروف ہیں کہ آپ ہر چھوٹی، بڑی چیز میں اتباعِ سنت کا لحاظ رکھتے تھے حتی کہ سفر کے دوران جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بیٹھے، آپ بھی وہاں ضرور بیٹھتے تھے اگرچہ تقاضانہ ہوتا، اس سوال کے جواب میں بھی آپ کا وہ وصف واضح طور پر چھلک رہا ہے، کہ جواب میں کوئی حجت، دلیل یا منطق بیان نہیں فرمائی، بلکہ عاشقانہ جواب دیا کہ اے بھتیجے! ہمیں تو کچھ معلوم نہیں، ہم تو بس وہی کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ اپنی طبعی عاشقانہ فطرت میں اتنی اہم بات سادھے سے لفظوں میں کہہ گئے، یقیناً ایک عاشقِ رسول مؤمن کے لیے حدیث مبارک پر عمل کرنے، اور سنت کو مستقل مصدر کی حیثیت ماننے کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور سنت ہے۔

اسی طرح خلفائے راشدین اور باقی تمام کبار وصغار صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا یہ عمل رہا ہے کہ جب کوئی مسئلہ قرآن سے حل نہ ہوتا تو فوراً سنت کی تلاش میں لگ جاتے، اور ایک دوسرے سے اس مسئلہ کے حکم کے متعلق نبوی ہدایات دریافت فرماتے تھے، ان کا یہ عمل سنت کے ماخذ اور مصدر ہونے کی خود ایک مستقل دلیل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1. الشیخ محمد یوسف البنوري، معارف السنن، شرح حدیث ویل للأعقاب من النار، مجلس الدعوة والتحقیق، ومنتخب مباحثِ علم حدیث، بحث: احکام شرعیہ کا ماخذ اول باعتبار وجود، ص:131، مکتبہ بینات جامعہ العلوم الاسلامیہ. 1/ 251
2. الإمام محمد بن إدریس الشافعي، الرسالة، فقرة299-300، دار النفائس، ط: الثانیة: 1431ھ، ص:80
3. ابن قیم الجوزیة (المتوفى: 751ھ)، إعلام الموقعین عن رب العالمین، بحث زیادة السنة علی القرآن، دار الکتب العلمیة، بیروت، الأولی، 1411ھ- 1991م، 220/2
4. المصدر السابق.
5. المصدر السابق: 221/2.
6. انظر لترجمته: أبا نعیم الأصبهاني- ت 430-، معرفة الصحابة، دار الکتب العلمیة، 1422،
وأبا عمر، ابن عبد البر- ت 463- الإستیعاب في معرفة الأصحاب، 559، دار المعرفة، 1433.
وابن الجوزي- ت 597- صفة الص فوة، 1:681، 682،، دار المعرفة1404. 3:478-481
وعز الدین، ابن الأثیر الجزري، أسد الغابة في معرفة الصحابة، 4:200، مکتبة الصفا، 1428.
وابن حجر، الإصابة في تمییز الصحابة، 4/705، الرقم: 6014، دار الجیل، سنة النشر 1412.
7. ابن حزم- ت 456-، أسماء الصحابة الرواة ومالکل واحد منھم العدد، أصحاب المائة، مکتبة القرآن، القاھرة، ص:35
8. الإمام أبو داوٗد، السنن، کتاب الزکاة، باب ما یجب فیہ الزکاة، مؤسسة الرسالة، 1425ھ)، 3/9، الرقم: 1561
9. أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ھ)، المعجم الکبیر، مکتبة ابن تیمیة – القاھرة، ط: الثانیة، 18/ 165
10. الإمام الحاکم (405ھ)، المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، باب إنما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما حرم اللہ، دار الکتب العلمیة – بیروت، ط: الأولی، 1411، 1/ 192
11. الإمام أبو بکر البیھقي (458ھ)، المدخل الی علم السنن، باب ماورد عن الخلفاء الراشدین وغیرھم من الصحابة من تثبیت خبر الواحد، وقبولہ، والعمل بہ، دار الیسر، 1437)، 1:174
12. الإمام أبو بکر البیھقي -458ھ-، دلائل النبوة، فصل في قبول الأخبار، 4140، 41، دار الحدیث القاھرة، 1428، 1: 40
13. حافظ المغرب ابن عبد البر 463ھ، جامع بیان العلم وفضلہ باب: موضع السنة من الکتاب و بینھا لہ،، دار الکتب بشاور، ص467-

14. حافظ المشرق الخطيب البغدادي 463ھ، الكفاية في علم الرواية، باب تخصيص السنن لعموم محكم القرآن وذكر الحاجة في المجمل إلى التفسير والبيان، دار الكتب العلمية 1433ھ.)، ص19، 20

15. أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ہ)، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية–القاهرة، ط: الثانية، 18/219

16. أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري، النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة جلب، جنب، شغر، المكتبة العلمية- بيروت، 1399ہ-1979م، 1/784، 1/819، 2/1177

17. أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ہ)، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية–القاهرة، ط: الثانية، 18/165۔
والإمام الحاكم (405ھ)، المستدرك على الصحيحين، كتاب العلم، باب إنما حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم كما حرم الله، دار الكتب العلمية–بيروت، ط: الأولى، 1411، 1/192

18. الإمام البخاري، الجامع المسند الصحيح، كتاب الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة، الرقم: 321. دار طوق النجاة، ط: الأولى 1422ہ، 1/71۔

19. الإمام البخاري، الجامع المسند الصحيح، كتاب التفسير: باب {وما آتاكم الرسول فخذوه}، الرقم: 4886، دار طوق النجاة، ط: الأولى 1422ہ، 6/147۔

20. الإمام النسائي (المتوفى: 303ہ)، السنن الكبرى، كتاب قصر الصلاة في السفر، تقصير الصلاة في السفر، مؤسسة الرسالة– بيروت، ط: الأولى، 1421ہ-2001م، 2/75